- شہر یا بڑی بستی (قریہ کبیرہ) سے کتنے دور رہنے والوں پر نماز جمعہ کے لیے شرکت لازمی ہے۔؟
- شہر یا بڑی بستی سے کتنے دور رہنے والے عید کی نماز سے قبل قربانی کر سکتے ہیں؟
- فنائے مصر کی شرعی حد کیا ہے؟
- کیا فنائے مصر کا شہر سے متصل ہونا ضروری ہے؟
- اگر عرف اور حکومت کی طرف سے متعین کردہ حدود میں تعارض ہو، تو ترجیح کس کو دی جائے گی؟
- کیا جمعہ کی نماز فرض ہے، یا واجب اور سنت ہے؟
- نماز جمعہ کی شرائط کیا ہیں؟
- ضروریات زندگی سے کیا مراد ہے؟
- مسافر یا دیہاتی کا جمعہ کے زوال کے بعد شہر میں حاضر ہونا۔
- کیا قریہ کبیرہ کے لیے بھی فناء ہے؟
- جمعہ واجب نہ ہونے کے باوجود نماز جمعہ پڑھنا۔
- کیا اقامت جمعہ کے لیے خلیفہ کا ہونا ضروری ہے؟
- جمعہ کے جائز اور واجب ہونے میں فرق

- شہر یابڑی بستی (قریہ کبیرہ) سے کتنے دور رہنے والوں پر نماز جمعہ کے لیے شرکت لازمی ہے۔؟
- شہر یابڑی بستی سے کتنے دور رہنے والے عید کی نماز سے قبل قربانی کر سکتے ہیں؟
- فنائے مصر کی شرعی حد کیاہے؟
- کیافنائے مصر کاشہر سے متصل ہوناضروری ہے؟
- اگر عرف اور حکومت کی طرف سے متعین کردہ حدود میں تعارض ہو، توترجیح کس کو دی جائے گی؟
- کیاجمعہ کی نماز فرض ہے، یاواجب اور سنت ہے؟
- نماز جمعہ کی شرائط کیاہیں؟
- ضروریات زندگی سے کیامراد ہے؟
- مسافریادیہاتی کاجمعہ کے زوال کے بعد شہر میں حاضر ہونا۔
- کیاقریہ کبیرہ کے لیے بھی فناء ہے؟
- جمعہ واجب نہ ہونے کے باوجود نماز جمعہ پڑھنا۔
- کیااقامت جمعہ کے لیے خلیفہ کاہوناضروری ہے؟
- جمعہ کے جائز اور واجب ہونے میں فرق۔

نماز جمعہ میں شرکت:

امام شافعیؒ وابویوسفؒ □ :اَلْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ۔ یعنی جو جمعہ اداء کرنے کے بعد رات سے پہلے پہلے اپنے گھر واپس پہنچ سکے اُس پر جمعہ میں حاضر ہونالازم ہے۔مالکیہ وحنابلہ □ : جس کواذانِ جمعہ سنائی دیتی ہو اُس پر جمعہ میں حاضر ہونالازم ہے۔امام شافعیؒ □ کاایک قول بھی یہی نقل کیاگیاہے۔(درسِ ترمذی:265/2)امام ابوحنیفہؒ □ : فناءِ مصر۔یعنی شہر کی ضروریات جہاں تک پوری ہوتی ہیں۔

اب کس قول کو ترجیح دی جائے کتابوں کی ورق گردانی سے معلوم ہوتاہے کہ احناف کے نزدیک نماز جمعہ اور عیدین چار جگہوں میں واجب ہیں: شہر (مصر)۔فنائے مصر۔بڑی بستی جہاں ضرورت کی چیزیں میسر ہوں۔وہ بستی جہاں انسانی آبادی تقریبا تین ہزار پر مشتمل ہو۔اگر مذکورہ بالاچار جگہوں میں سے علاوہ رہنے والے ہوتو ان پر جمعہ اور عیدین کی نماز واجب نہیں ہے۔چاہے وہاں آذان پہنچتی ہو، یاوہاں کے لوگ اسی شہر وفناء شہر سے ضرورتیں پوری کرتاہواور یاوہاں کے لوگ نماز جمعہ کی نماز پڑھ کر باسانی گھر پہنچ سکتے ہوں ۔اور یہی امام ابوحنیفہؒ کاقول ہے۔

"لایعمل بما قیل الخ قال فی الشرح قد علمت بنص الحدیث والا ثرو الروایۃ عن ائمتنا ابی حنیفۃ وصا حبیہ واختیار المحققین من اهل الترجیح انہ لا عبرۃ ببلو غ الند اء ولا بالغلوۃ والا میال وانہ لیس بشیئی فلا علیک من مخالفۃ غیره وان ذکر تصحیحہ فمنہ مافی البدائع انہ ان امکن ان یحضر الجمعۃوییبیت باهلہ من غیر تکلف یجب علیہ الخ ای لان من جاوز هذا الحد بنیۃ السفر کان مسافراً فلووجبت ثمہ لوجبت علیٰ المسافر وهو خلاف النص۔"

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۹۳.۲۹۳)

"وفناء المصر ہو الموضع المعد لمصالح المصر متصل بہ ومن كان مقيما في عمران المصر وأطرافہ وليس بين ذلک الموضع وبين المصر فرجۃ فعليہ الجمعۃ، ولو كان بين ذلک الموضع وبين عمران المصر فرجۃ من مزارع ومذارع كالقلع ببخاري لاجمعۃ على أہل ذلک الموضع وإن سمعوا النداء والغلوة والميل والأميال ليس بشرط روي الفقيہ أبوجعفرؒ، ہذا عن أبي حنيفۃؒ، وأبي يوسفؒ وہو اختيار شمس الأئمۃ الحلوائي۔ "

(خلاصۃ الفتاوی، كتاب الصلاة، الفصل الثالث والعشرون في صلاة الجمعۃ)

بڑی آبادی سے ملحق علاقوں (جنہیں اصطلاح میں فناء شہر کہا جاتا ہے) میں جمعہ کا قیام درست ہے، اور اس کے لئے آبادی کا اتصال ضروری نہیں ہے۔

بخلاف الجمعۃ فتصح إقامتہا فی الفناء ولو منفصلاً بمزارع لأن الجمعۃ من مصالح البلد۔(الشامیہ)

قریہ کبیرہ اور صغیرہ کے متعلق فتاوی دار العلوم دیو بند میں لکھتے ہیں:

" دیہات دو قسم کے ہیں قریہ کبیرہ اور قریہ صغیرہ، قریہ کبیرہ کو بحکم قصبہ و شہر قرار دے کر فقہانے اس میں وجوب جمعہ کا فتوی دیا ہے، کما فی الشامی۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ ص ۷ ۵۳ جلد اول۔ اور قریہ صغیرہ میں باتفاق فقہاء حنفیہؒ جمعہ صحیح نہیں ہے، کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ الخ وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القہستانی صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لایصح لان المصر شرط الصحۃ وفی الشامی قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعہ الخ باقی رہا یہ کہ جس قریہ میں دو ہزار آدمی آباد ہوں اور وہاں دو کانیں بھی ہوں تو اگر اس کو قریہ کبیرہ قرار دیا جائے تو مستبعد نہیں ہے۔ تین چار ہزار آدمی آباد ہوں تو اس کے قریہ کبیرہ ہونے میں شبہ نہیں معلوم ہوتا۔ اکبر مساجد میں وہاں کے مکلفین کے نہ سمانے کی تعریف ضعیف ہے جیسا کہ شارح منیہ نے اس کو بیان فرمایا ہے کہ یہ تعریف خود حرمین شریفین کی مسجدوں پر صادق نہیں آتی۔ کما ہو ظاہر۔ اور حنفیہؒ کو بمذہب دیگر ائمہ اس مسئلہ میں عمل کرنے کی فقہاء نے اجازت نہیں دی۔ اور ہم لوگ پابند ہیں اس امر کے کہ جس جگہ اور جس مسئلہ میں ہمارے فقہاء نے فتوی غیر کے مذہب پر دے دیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں فقہاء حنفیہؒ نے فتویٰ امام مالک رحمۃ اللہ کے مذہب پر دے دیا ہے اس پر عمل کیا جاوے گا۔ اسی طرح جس مسئلہ میں تصریح فقہاء کی ہے وہاں عمل کر سکتے ہیں اور جس جگہ تصریح ان حضرات کی نہیں ہے وہاں عمل نہیں کر سکتے۔"

(فتاوی دار العلوم دیو بند)

<u>**فناء شہر کی تعریف:**</u>

فناء کا اطلاق آبادی کے ارد گرد ان جگہوں پر ہوتا ہے جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں، مثلاً گھوڑ دوڑ کا میدان، صنعتی کار خانے وغیرہ۔

تعريف الفناء: وہو ما أعد لحوائج أہل المصر۔

(عناية ٢،٥١)

فناء ه وہو ماحولہ اتصل بہ أولا لأجل مصالحہ۔

(تنویر الأبصار مع الدر المختار علی الشامي زکریا ٣،٧)

وفناء البلد عندالفقہاء ہو المکان المعد لمصالح البلد کرکض الدواب ودفن الموتی وإلقاءالتراب ونحو ذلک۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ ٢٢،٨٨)

فناء المصر وہو الموضع المعد لمصالح المصر المتصل بہ.....

(البزازیۃ ٤،٧٤)

وأما الفناء: وہو المکان المعد لمصالح البلد کرکض الدواب ودفن الموتی.....

(الشامیۃ: ٢،٥٩٩ زکریا)

فناء کا شہر سے دور ہونا:

فناء مصر کا شہر سے نہ ہی متصل ہونا ضروری ہے اورنہ ہی اس کی کوئی حد مقرر ہے ،بلکہ یہ شہر کے بڑے اور چھوٹے ہونے سے بڑا اور چھوٹا بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی رشید احمدؒ سے جب رائیونڈ اجتماع میں جمعہ کے متعلق پوچھا گیا، کہ وہاں باغات اور خالی زمین ہونے کے باوجود نماز جمعہ آدا کی جاتی ہے۔ تو آپؒ نے جواب دیا: کہ یہ فنا مصر (رائیونڈ) ہے ،جس مقام سے لوگوں کی ضرورتیں وابستہ ہوں تو فصل اور باغات ہونے کے باوجود بھی وہ فنائے مصر کہلایا جائیگا۔

فناءِ مصر کی تعریف یہ کی جاسکتی ہے : ”فناء مصر وہ مقام ہے جو شہر کی ضروریارت کے لئے متعین ہو ،مثلًا : قبرستان ، کوڑا ڈالنے یا گھوڑ دوڑ یا جنگی مشق یا فوجی اجتماع وغیرہ کے لئے میدان ، ہوائی اڈہ اور ریلوے اسٹیشن وغیرہ۔ فناء کا شہر سے اتصال ضروری نہیں اور نہ ہی اس کی مسافت اور وسعت کی کوئی تحدید ہے بلکہ شہر کی حیثیت کے مطابق اس کی فناء مختلف ہوگی“۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (احسن الفتاوی:133/4)

حدود شہر:

آج کل جس طرح شہروں کی آبادیاں وسیع تر رقبے تک پھیلتی جارہی ہیں، ان کا تصور فقہاء متقدمین کے زمانہ میں نہ تھا، اس لئے فقہی کتابوں میں اس کے متعلق صریح جزئیہ ملنا دشوار ہے، اسی بنا بر یہ مسئلہ ایک عرصہ سے مفتیان کرام کے لئے موضوع بحث بنا ہوا ہے، تاہم اصول سے قریب یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آبادی کی تحدید میں اتصال مکانات کو بنیاد بنانے کے بجائے عرف کو بنیاد بنایا جائے،

یعنی جس آبادی پر لوگوں کے عرف اور سرکاری حد بندیوں کے اعتبار سے ایک آبادی ہونے کا حکم لگایا جاتا ہو اسے متصل آبادی سمجھا جائے، اور جس جگہ سے عرف میں دوسرا شہر ہو جاتا ہو اسے دوسری آبادی قرار دیا جائے، اگرچہ دونوں کی آبادیاں متصل ہوں۔

(مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴/۷۵، فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۶۳، انوار رحمت ۸۱-۸۳)

والأصل في ذٰلک ما روي عن علي رضي الله عنہ أنہ خرج من البصرة يريد السفر فجاء في وقت العصر

فأتمہا، ثم نظر إلى ''خص'' أمامہ فقال: أما لو كنا جاوزنا ہذا الخص لقصرنا۔

(أخرجہ عبد الرزاق في مصنفہ ۲/۵۲۹ رقم: ۴۳۱۹، المحيط البرہاني ۲/۳۸۷ إدارة القرآن كراتشي)

من خرج من عمارة موضع إقامتہ۔ (درمختار)

''وأشار إليہ أنہ يشترط مفارقۃ ماكان من توابع موضع الإقامۃ كربض المصر، وہو ماحول المدينۃمن بيوت ومساكين، فإنہ في حكم المصر، وكذا القرى المتصلۃ بالربض في الصحيح بخلاف بساتين، ولومتصلۃ بالبناء لأنہا ليست من البلدة وأما الفناء: وہو المكان المعد لمصالح كركض الدواب و دفن الموتىٰ وإلقاء التراب فإن اتصل بالمصر اعتبر مجاوزتہ و إن انفصل بغلوة أو مزرعۃ فلا ۔''

(الفتاوى الشاميۃ)

''والقريۃ المتصلۃ بالفناء دون الربض لا تعتبر مجاوزتہا على الصحيح كما في شرح المنيۃ ۔''

(الشاميۃ)

''إن كان بين المصر وفنائہ أقل من قدر غلوة و لم يكن بينہما مزرعۃ يعتبر مجاوزة الفناء أيضا و إن كان بينہما مزرعۃ أو كانت المسافۃ بين المصر وفنائہ قدر غلوة يعتبر مجاوزة عمران المصر و لا يعتبرفي مجاوزة الفناء ۔''

(فتاوىٰ قاضى خان ۱/۱۶۵)

چنانچہ حضرت مولانااشرف علی تھانویؒ نے بھی ایک فتوی کے مطابق یہی فرمایاہے،جب ان سے فاصلہ پر بنے مکانات کے متعلق پوچھاگیا،توآپؒ نے فرمایا: اگرعرف میں ان مکانات کو متعلقہ بستی کا حصہ سمجھاجاتا ہے ،تو فصل ہونے کے باوجودوہ اسی بستی کا حصہ ہوگا۔

(تفصیل کے لیے امدادالفتاویٰ)

"أفناؤه وهو ماحولہ اتصل بہ أولا كما حرره ابن كمال وغيره لأجل مصالحہ كدفن الموتى وركض الخيل(ردالمختار) وفي الشاميۃ: قولہ كما حرره ابن الكمال: حيث قال: واعتبر بعضہم قيد الاتصال وقد خطأه صاحب الذخيرة قائلاً، فعلى قول ہذا القائل لا تجوز إقامۃ الجمعۃ ببخاري في مصلى العيد؛ لأن بين المصلى وبين المصر مزارع، ووقعت ہذه المسئلۃ مرة، وأفتىٰ بعض مشايخ زماننا بعدم الجواز؛ ولكن ہذا ليس بصواب، فإن أحدًا لم ينكر جواز صلاة العيد في مصلى العيد ببخاري لا منالمتقدمين ولامن المتأخرين، وكما أن المصر أوفناء ہ"

- کیاجمعہ کی نماز فرض ہے، یا واجب اور سنت ہے؟
- نماز جمعہ کی شرائط کیا ہیں؟
- ضروریات زندگی سے کیا مراد ہے؟
- مسافر یا دیہاتی کا جمعہ کے زوال کے بعد شہر میں حاضر ہونا۔
- کیا قریہ کبیرہ کے لیے بھی فناء ہے؟
- جمعہ واجب نہ ہونے کے باوجود نماز جمعہ پڑھنا۔
- کیا اقامت جمعہ کے لیے خلیفہ کا ہونا ضروری ہے؟
- جمعہ کے جائز اور واجب ہونے میں فرق۔

کیا جمعہ فرض ہے یا واجب اور سنت ہے؟

عام طور پر فقہ کی کتابوں جمعہ واجب لکھا ہوتا ہے، جس سے مراد فرض ہی ہے، گو یا کہ واجب فرض عملی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں:

''واعلم ان الجمعۃ فریضۃ محکمۃ بالکتاب والسنۃوالاجماع یکفرجاحدھا۔''

(فتح القدیر: ج۲،ص۴۷)

''وهي فرض عين كذا في التهذيب ثم لوجوبها شرائط في المصلي وهي الحرية والذكورة والإقامة والصحة كذا في الكافي والقدرة على المشي كذا في البحر الرائق والبصر هكذا في التمرتاشي۔۔۔''

(الفتاوی الھندیۃ: ج۱،ص۱۴۴)

فقہی کتابوں میں بعض اوقات فرض کے لیے واجب کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جس سے واجب کا لغوی معنی یعنی لازم اور ضروری مراد ہے۔

قال فی الشامیۃ:

''(هي فرض) عين (يكفر جاحدها) لثبوتها بالدليل القطعي كما حققه الكمال وهي فرض مستقل آكد من الظهر وليست بدلا عنه كما حرره الباقاني معزيا لسري الدين بن الشحنة وفي البحر وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا وأما من لا يخاف عليه مفسدة منها فالأولى أن تكون في بيته خفية۔۔۔''

(کتاب الجمعۃ)

نماز جمعہ کی شرطیں:

''فصل وأما بيان شرائط الجمعة فللجمعة شرائط بعضها يرجع إلى المصلي وبعضهايرجع إلى غيره أما الذي يرجع إلى المصلي فستة العقل والبلوغ والحرية والذكورة والإقامة وصحة البدن فلا تجب الجمعة على المجانين

والصبيان والعبيد إلا بإذن مواليهم والمسافرين والزمنى والمرضى ۔۔وأما الشرائط التي ترجع إلى غير المصلي فخمسة في ظاهر الروايات:
المصر الجامع
والسلطان
والخطبة
والجماعة
والوقت''

ضروریات زندگی کا مطلب اور فناء کا شہر سے دور ہونا:

فناء کی تعریف میں ضرورت اور مصلحت کا ذکر ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا ہر ضرورت اور مصلحت مراد ہے، یا اس میں کوئی تخصیص ہے؟

فقہی کتابوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت خاص مراد ہے:

باغات اور فصلیں ضروریات زندگی سے ہیں، لیکن فقہاء نے فناء مصر کے لیے ان کو مانع قرار دیا ہے۔ ہر قسم کی ضروریات میں جنگل اور پہاڑ بھی فناء میں شامل ہوں گے، کیونکہ جنگل سے لکڑیاں لانا اور یا پہاڑ سے تعمیر اور مقبرہ وغیرہ کے لیے پتھر لانا بھی ضروریات میں شامل ہیں، حالانکہ فقہاء نے جنگل اور پہاڑ کو فنا میں شامل نہیں کیا ہے۔ گنجان آبادی میں بھٹہ اور دیگر کارخانے شہر سے بہت دور اس بنا پر باہر کر دیے جاتے ہیں، کہ اس سے پھیلنے والے زہر آلود گیسیں انسانی صحت کے لیے خطرناک ہے، لیکن ضرورت پھر بھی اس سے وابستہ ہے۔ لہٰذا ضرورتوں سے مراد سکنی اور رہائش سے وابستہ ضرورتیں ہیں۔

(تفصیل کے لیے امداد الاحکام)

"وفناء المصر ہو الموضع المعد لمصالح المصر متصل بہ ومن كان مقيما في عمران المصر وأطرافہ وليس بين ذلک الموضع وبين المصر فرجۃ فعليہ الجمعۃ، ولو كان بين ذلک الموضع وبين عمران المصر فرجۃ من مزارع ومذارع كالقلع ببخاري لاجمعۃ على أہل ذلک الموضع وإن سمعوا النداء والغلوة والميل والأميال ليس بشرط روي الفقيہ أبوجعفرؒ، ہذا عن أبي حنيفۃؒ، وأبي يوسفؒ وہو اختيار شمس الأئمۃ الحلوائي۔ "

(خلاصۃ الفتاوی، كتاب الصلاة، الفصل الثالث والعشرون في صلاة الجمعۃ)

فناء مصر کا شہر سے نہ ہی متصل ہونا ضروری ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حد مقرر ہے، بلکہ یہ شہر کے بڑے اور چھوٹے ہونے سے بڑا اور چھوٹا بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی رشید احمدؒ سے جب رائیونڈ اجتماع میں جمعہ کے متعلق پوچھا گیا، کہ وہاں باغات اور خالی زمین ہونے کے باوجود نماز جمعہ آدا کی جاتی ہے۔ تو آپؒ نے جواب دیا: کہ یہ فنا مصر (رائیونڈ) ہے، جس مقام سے لوگوں کی ضرورتیں وابستہ ہوں تو فصل اور باغات ہونے کے باوجود بھی وہ فنائے مصر کہلایا جائیگا۔

فناءِ مصر کی تعریف یہ کی جاسکتی ہے : "فناء مصر وہ مقام ہے جو شہر کی ضروریات کے لئے متعین ہو، مثلاً : قبرستان، کوڑا ڈالنے یا گھوڑ دوڑ یا جنگی مشق یا فوجی اجتماع وغیرہ کے لئے میدان، ہوائی اڈہ اور ریلوے اسٹیشن وغیرہ۔ فناء کا شہر سے اتصال ضروری نہیں اور نہ ہی اس کی مسافت اور وسعت کی کوئی تحدید ہے بلکہ شہر کی حیثیت کے مطابق اس کی فناء مختلف ہو گی"۔(احسن الفتاوی:133/4)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (احسن الفتاوی)

مسافر جمعہ کے دن زوال کے بعد شہر میں موجود ہو، تو جمعہ کا حکم:

جمعہ کی نماز صحیح ہو جائے گی اور نماز ظہر ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔
''والدليل على أنه لا جمعة على هؤلاء ما روي عن جابر عن رسول الله أنه قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فعليه الجمعة إلامسافرا أو مملوكا أو صبيا أو امرأة أو مريضا ثم هؤلاء الذين لا جمعة عليهم إذا حضروا الجامع وأدوا الجمعة فمن لم يكن من أهل الوجوب كالصبي والمجنون فصلاة الصبي تكون تطوعاولا صلاة للمجنون رأسا ومن هو من أهل الوجوب كالمريض والمسافر والعبد والمرأةوغيرهم تجزيهم ويسقط عنهم الظهر لأن امتناع الوجوب عليهم لما ذكرنا من الأعذاروقد زالت وصار الإذن من المولى موجودا دلالة...''

(بدائع الصنائع:فصل :وامابيان شرائط الجمعۃ،ج۱)

شامی میں ہے:

''ان المسافر لما التزم الجمعۃ صارت واجبۃ علیہ ولذاصحت امامتہ فیھا....۔''

(الشامیۃ:ج۱،ص ۷۶۷ باب الجمعۃ)

''ومن هو من أهل الوجوب كالمريض والمسافر والعبد والمرأة وغيرهم تجزيهم ويسقط عنهم الظهر لأن امتناع الوجوب عليهم لما ذكرنا من الأعذار وقد زالت...''

(بدائع:ج۱،ص۲۵۹)

''ثم هؤلاء الذين لا يجب عليهم الجمعة إذا حضروا الجمعة وصلوا فإنه يجزئهم ويسقط عنهم فرض الوقت لأن امتناع الوجوب للعذر قد زال۔''

(تحفۃ الفقھاء:ج۱،ص۱۶۲)

مالابد منہ میں ہے:

اگر جماعت مسافران در مصر نماز جمعہ گذارند درآنہا مقیم کسے نباشد نزد امام اعظمؒ جمعہ صحیح باشد الخ (ص۵٦ فصل در نماز جمعہ)

تاہم مسافر کے علاوہ چاہے دیہات کا ہو یا شہر کا رہنے والا ہو، اگر جمعہ کے دن زوال کے بعد وہ ایسی جگہ ہو، جہاں جمعہ واجب ہو، تو ان پر جمعہ واجب ہے، ورنہ واجب نہیں ہے۔(تفصیل کے لیے فتاوی دارالعلوم دیوبند)

کیاقریہ کبیرہ (بڑاگاؤں) کے لیے فنا ہے؟

عام طور کتب فقہیہ میں فنامصر کا ذکر ہے،چونکہ قریہ کبیرہ میں جوازجمعہ کی وجہ وہاں پر ضروری اشیاء کاوجود(مثلا: دکانیں ،میڈیکل اوردیگر خوردونوش کی چیزیں)ہے،اس لیے وہاں جمعہ کی اجازت حکمامصر کے قائم مقام ہونے کی بناپر دی گئی ہے۔لہٰذافناء بھی حکمامعتبر ہوگا۔

"جمعہ کی ادا اور وجوب کے لئے عند الحنفیہ مصر کی شرط ہے اور مصر شہر اور قصبہ کو کہتے ہیں جہاں بازار اور کوچے ہوں اور ہر قسم کی دوکانیں ہوں۔اور بڑے قریہ کو بھی حکم مصر کا دیا گیاہے۔۔۔"

(فتاوی دارالعلوم دیوبند)

یادرہے: دارالعلوم کے ویب سائیٹ پر بھی بڑے گاؤں کے لیے فناکاذکر موجودہے۔

جمعہ کی شرطیں موجودنہ ہونے کے باوجودجمعہ پڑھنا:

جس گاؤں میں جمعہ کی شرائط نہیں پائی جاتی ہیں، وہاں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں، جو شخص اس جگہ جمعہ پڑھ لے تو اس سے وقت کا فریضہ ساقط نہیں ہوگا،اس کے ذمہ ظہر کی ادائیگی لازم رہے گی۔

(فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل۸٫۱۲۳، امداد الاحکام ۲٫۳۳۹، امداد المفتیین ۳۹۴٫)

’’وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا أسواق وفیما ذکرنا إشارۃ إلی أنہا لا تجوز فی الصغیرۃ۔‘‘

(شامی زکریا ۳٫۷)

’’ألا تری أن فی الجواہر لو صلوا فی القریٰ لزمہم أداء الظہر۔‘‘

(شامی زکریا ۳٫۷)

’’عن حذیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال : لیس علی اہل القری جمعۃ، إنما الجمع علی أہل الأمصار مثل المدائن۔‘‘

(المصنف لابن أبي شیبۃ ۴٫۴۶ رقم: ۵۱)

’’وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ۔‘‘

جہاں مسلمانوں کا خلیفہ نہ ہو وہاں اقامت جمعہ کا حکم:

امام کا ہونا صرف رفع تنازع کے لئے ہے بالذات شرط نہیں دیکھئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایام فتنہ میں خود فتوی دیا تھا امام جابر کے ساتھ جمعہ صحیح ہونے کا حالانکہ وہ خلیفہ شرعی نہ تھا (حسن العزیز ج ۴ ص ۱۵) (اشراف الاحکام ص: ۱۲۵)

(و) الثاني (السلطان) ولو مغلبا أو امرأة فيجوز أمرها بإقامتها لا إقامتها.

(الشامية:كتاب الجمعة)

اگر سلطان یا نائب سلطان نباشد در امصار جمعہ واجب است۔ کما صرح بہ الشامی۔ در انجا مسلمین امامے معین و مقرر سازند اینہم کافی است

(فتاوی دار العلوم دیوبند: ج ۵)

''فأما السلطان فشرط أداء الجمعة عندنا حتى لا يجوز إقامتها بدون حضرته أو حضرة نائبهوقال الشافعي السلطان ليس بشرط لأن هذه صلاة مكتوبة فلايشترط لإقامتها السلطان كسائر الصلوات ولنا أن النبي شرط الإمام لإلحاق الوعيد بتارك الجمعة بقوله في ذلك الحديث وله إمام عادل أو جائرروي (وروي)) عن النبي أنه قال أربع إلى الولاة وعد من جملتها الجمعةولأنه لو لم يشترط السلطان لأدى إلى الفتنة لأن هذه صلاة تؤدى بجمع عظيم والتقدم على جميع أهل المصر يعد من باب الشرف وأسباب العلووالرفعة فيتسارع إلى ذلك كل من جبل على علو الهمة والميل إلى الرئاسة فيقع بينهم التجاذب والتنازع وذلك يؤدي إلى التقاتل والتقالي ففوض ذلك إلى الوالي ليقوم به أو ينصب من رآه أهلا له فيمتنع غيره من الناس عن المنازعة لما يرى من طاعة الوالي أو خوفا من عقوبته ولأنه لو لم يفوض إلى السلطان لا يخلو إما أن تؤدي كل طائفة حضرت الجامع فيؤدي إلى تفويت فائدة الجمعة وهي اجتماع الناس لإحراز الفضيلة على الكمال وإما أن لا تؤدى إلا مرة واحدة فكانت الجمعة للأولينوتفوت عن الباقين فاقتضت الحكمة أن تكون إقامتها متوجهة إلى السلطان ليقيمها بنفسه أو بنائبه عند حضور عامة أهل البلدة مع مراعاة الوقت المستحب والله تعالى أعلم هذا إذا كان السلطان أو نائبه حاضرا فأما إذا لم يكن إمام (إماما) بسبب الفتنةأو بسبب الموت ولم يحضر وال آخر بعد حتى حضرت الجمعة ذكر الكرخي أنه لا بأس أن يجمع الناس على رجل حتى يصلي بهم الجمعة وهكذا روى عن محمد ذكره في العيون لما روى عن عثمان رضي الله عنه أنه لما حوصر قدم الناس عليا رضي الله عنه فصلى بهم الجمعة...''

(بدائع الصنائع:ج ١،ص ٢٦١)

''(قَالَ) وَالسُّلْطَانُ مِنْ شَرَائِطِ الْجُمُعَةِ عِنْدَنَا خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَاسَهُ بِأَدَاءِ سَائِرِ الْمَكْتُوبَاتِ فَالسُّلْطَانُ وَالرَّعِيَّةُ فِي ذَلِكَ سَوَاءٌ .(وَلَنَا) مَا رَوَيْنَا مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ { وَلَهُ إمَامٌ جَائِرٌ أَوْ عَادِلٌ } فَقَدْ شَرَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِمَامَ لِإِلْحَاقِهِ الْوَعِيدَ بِتَارِكِ الْجُمُعَةِ وَفِي الْأَثَرِ { أَرْبَعٌ إلَى الْوُلَاةِ مِنْهَا الْجُمُعَةُ } وَلِأَنَّ النَّاسَ يَتْرُكُونَ الْجَمَاعَاتِ لِإِقَامَةِ الْجُمُعَةِ وَلَوْلَمْ يُشْتَرَطْ فِيهَا السُّلْطَانُ أَدَّى إلَى الْفِتْنَةِ لِأَنَّهُ يَسْبِقُ بَعْضُ النَّاسِ إلَى الْجَامِعِ فَيُقِيمُونَهَا لِغَرَضٍ لَهُمْ وَتَفُوتُ عَلَى غَيْرِهِمْ وَفِيهِ مِنْ الْفِتْنَةِ مَا لَا يَخْفَى فَيُجْعَلُ مُفَوَّضًا إلَى الْإِمَامِ الَّذِي فُوِّضَ إلَيْهِ أَحْوَالُ النَّاسِ وَالْعَدْلُ بَيْنَهُمْ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ إلَى تَسْكِينِ الْفِتْنَةِ.''

(المبسوط:شرائط الجمعه ج٢،ص٣١٦)

جمعہ کے جائز یا واجب میں فرق:

جہاں جمعہ کی شرطیں نہ پائی جائیں ،وہاں جمعہ پڑھنے سے نماز ظہر ساقط نہ ہوگی ،اسی طرح شرائط موجود ہونے کے باوجود ظہر کی نماز باجماعت پڑھی گئی ،تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔تاہم فاسد نہ ہوگی ،عدم فساد کی وجہ فقہاء یہ لکھتے ہیں : کہ اس نے ظہر کی نماز پڑھی اگر کہا جائے قضا ضروری ہے ،تو قضا اس وقت ہوگی جب وقت پر نماز نہ پڑھی گئی ہو،حالانکہ اس نے نماز ظہر آدا کی۔
قال: "فإن صلى الإمام بأهل المصر الظهر يوم الجمعة أجزأهم وقد أساؤوا في ترك الجمعة" أما الجواز فلأنهم أدوا أصل فرض الوقت ولو لم نجوزها لهم أمرناهم بإعادة الظهر بعد خروج الوقت والأمر بإعادة الظهر عند تفويتها في الوقت وما فوتوها وأما الإساءة فلتركهم أداء الجمعة بعد ما استجمعوا شرائطها وفي حديث ابن عمرقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من ترك ثلاث جمع تهاونا بها طبع على قلبه".

(المبسوط:ج۲ ،ص۴۵)

واللہ اعلم بالصواب۔

السیدکلیم اللہ الحرمزئی۔